رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

خدا تعالیٰ نے اسبات کے ثابت کرنیکے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں۔ اسقدر نشان دکھلائے ہیں۔ کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو انکی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن پھر بھی ۔ ۔ لوگ ۔ ۔ ۔ ۔ نہیں مانتے۔ (چشمہ معرفت)

مضامین بنام ایڈیٹر

باقی تمام خطوط و کتابت مینیجر الفضل قادیان دارالامان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ مقامی خریداروں ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

الفضل

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔ (حقیقۃ الوحی)

جلد ۲ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۱۵ء مطابق ۲۳ صفر ۱۳۳۳ ہجری نمبر ۷۹

مدینۃ المسیح

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح کی طبیعت بدستور ناساز ہے۔

حضور مولوی سید سرور شاہ صاحب کو درس قرآن کا ارشاد فرمایا۔ جو کہ عصر کے بعد مسجد اقصیٰ میں درس فرماتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی وہ تقاریر جو حضور نے سالانہ جلسہ پر فرمائی تھیں۔ انشاء اللہ بہت جلد کتابی صورت میں شائع کی جائیگی۔ یہ وہی پر از معارف اور حقائق تقاریر ہیں۔ جن کو سنکر سامعین بے اختیار پکار اٹھے تھے۔ کہ کوئی ہمیں لکھ دے۔ لکھائی شروع کرا دی گئی ہے۔ لکھانے اور چھپوانے میں خاص احتیاط مدنظر رکھی جائے گی۔ احباب مطمئن رہیں بہت جلدی ان کے انتظار کو دور کر دیا جائیگا۔

جلسہ میں شامل ہونے والے احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح کی وہ ہدایت ضرور یاد ہو گی۔ کہ جس کسی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا کوئی واقعہ معلوم ہو۔ وہ لکھ کر ارسال کر دیں۔ امید ہے۔ کہ کئی احباب نے اس کی تعمیل کی ہو گی۔ باقیوں کے لئے ہم بطور اطلاع عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ بھی جسقدر جلدی ہو سکے۔ ہر ایک بات جو انہیں حضرت مسیح موعود کے متعلق یاد ہو۔ ایڈیٹر الفضل کے پتہ پر ارسال کر دیں۔

تازہ خبریں

مغرب میں متحدہ افواج کی کامیابیاں۔ فرانس نے اب سینٹ ایج کے تمام گاؤں کو مسخر کر لیا ہے جو شمالی الپس میں واقع ہے گرجے کے نواح کا علاقہ ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ جبر فرنچ قابض ہو گئے۔ شمالی الپس کے دوسرے مقام "سرنے" میں بھی اسی طرح نقصان کے بعد اس کی تلافی ہوئی۔ اب فرانس کو وہاں غلبہ حاصل ہے۔ دیگر مقامات میں مزید پیشقدمی کی گئی مگر اوٹس اور سمندر کے مابین بالکل سکون چھا رہا ہے۔ موسم بدرجہ غایت بارانی ہے۔ سینٹ ایج پر تسلط جنگی پہلو سے نہایت وقیع ہے۔

روسیوں اور ترکوں میں جنگ۔ سری کامش و قفقاز کے متصل سخت جنگ بظاہر روسیوں کے حسب منشا ہو رہی ہے موسم نہایت تکلیف دہ ہے۔ گہری برف پڑ رہی ہے۔ اور سردی بشدت ہے۔ یہ مقام سطح سمندر سے ۹ ہزار فٹ بلند ہے۔

دارالسلام پر گولہ باری۔ برٹش جنگی جہاز گولیاتھ اور کروزر فاکس نے جرمن ایسٹ افریقہ کے دارالصدر "دارالسلام" کی جرمن سپاہ پر گولہ باری کی۔ بندرگاہ میں دشمن کے تمام جہازات ناقابل و ناکارہ کر دیئے گئے۔ اور کچھ قیدی بھی ہاتھ آئے۔

ترکوں کو سخت شکست۔ (لنڈن ۵ جنوری) پیٹروگراڈ کی مراسلت مظہر ہے۔ کہ سری کامش میں ہم نے ترکوں پر دو ٹوک فتح حاصل کی۔ ترکوں کی نہم آرمی کور تمام و کمال اسیر ہو گئی۔ مفروروں کا تعاقب ہو رہا ہے۔ دوسری جگہ بھی ترک منہزم ہو گئے۔

مکمل فتح۔ (۶ جنوری) پیٹروگراڈ کی مزید مراسلت سے منکشف ہوتا ہے

(با ہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

جنگِ یوروپ

فرانس نے اب سینٹلج کے تمام گاؤں کو مسخر کر لیا ہے جو شمال السیس میں واقع ہے۔ گرمے کے نواح کا علاقہ ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ جس پر فرنچ قابض ہوگئے۔ شمال السیس کے دوسرے مقام مسرے میں بھی اسی طرح نقصان کے بعد اس کی تلافی ہوئی۔ اب فرانس کو وہاں غلبہ حاصل ہے۔ دیگر مقامات میں مزید پیشقدمی کیگئی۔ نگراوکس اور سمندر کے مابین بالکل سکون چھارہا ہے۔ موسم بدرجہ غایت بارانی ہے سینٹلج پر تسلط جنگی پہلو سے نہایت وقیع ہے ٭

دریچولا کے بائیں ساحل پر روسی جرمن حملوں کی بخوبی مدافعت کر رہے ہیں۔ اور اپنے مورچوں پر قابض ہیں دوسری طرف لیسر گلیشیہ میں آسٹریوں کو منہزم کر کے بالا استقلال روسیوں نے کئی کامیابیاں حاصل کیں۔ انتہائے یسار میں انکی فوجی نقل و حرکت نہایت اہمیت رکھتی ہے۔ بکوونیہ سے گذرنے کے بعد انہوں نے سوزادا پر قبضہ کر لیا۔ جو آسٹریا و رومانیا کی سرحد کے قریب واقع ہے۔ اسی طرح وہ ضروری ریلوے لائن روس کے تصرف میں آگئی۔ جو بکوونیہ کو مغربی گلیشیہ اور ہنگری سے پیوستہ کرتی ہے۔ موخر الذکر مقام پر ایک درہ سے صرف ایک سو میل کی مسافت پر ہے ٭

سری کامش (قفقاز) کے متصل سخت جنگ بظاہر روسیوں کے حسب منشاء ہو رہی ہے۔ موسم بغایت تکلیف دہ ہے گہری برف پڑی ہے۔ اور سردی بشدت ہے۔ یہ مقام سطح سمندر سے ۹ ہزار فیٹ بلند ہے ٭

برٹش جنگی جہاز گولیا تھ اور کروزر فاکس نے جرمن ایسٹ افریقہ کے دار الصدر "دار السلام" کی جرمن سپاہ پر گولہ باری کی۔ بندرگاہ میں دشمن کے تمام جہازات ناقابل استعمال کر دئیے گئے۔ اور کچھ قیدی بھی ہاتھ آئے ٭

رنگون - ۶ جنوری - آج یہ خبر پہونچی ہے کہ کمانگ چوکی کے نصف درجن آدمیوں پر سیواکی چن حملہ آور ہوئے ہیں۔ مٹکینا موگانگ اور شانو اور منڈالے سے سپاہ باغیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کی گئی ہے۔ باغیوں کی تعداد دو تین سو بتائی جاتی ہے ٭

ترکوں کو سخت شکست: - لنڈن ۵ جنوری - پیٹروگریڈ کی مراسلت مظہر ہے۔ کہ سری کامش میں ہم نے ترکوں پر دو لوک فتح حاصل کی۔ ترکوں کی دسویں آرمی کور تمام وکمال اسیر ہوگئی۔ منفرد روں کا تعاقب ہو رہا ہے۔ دوسری جگہ بھی ترک منہزم ہوئے ٭

مکمل فتح (ونیجے شپ) پیٹروگریڈ کی مزید مراسلت سے منکشف ہوتا ہے کہ ترکوں پر فتح تکمیل کو پہونچ گئی ہے۔ جنرل کمانڈنگ گرفتار کر لیا گیا۔ نیز تین ترکی ڈویژنل کمانڈر بھی اسیر ہوئے ہیں۔ ہم ایک اور ترکی کور کا جو منتشر ہوگیا ہے تعاقب کر رہے ہیں ٭

لنڈن ۵ جنوری - روسی مراسلت ظاہر کرتی ہے۔ کہ فوج کا انتہائی بائیاں بازو بکوونیہ میں سرعت سے پیشقدمی کر کے سوزادا پر متصرف ہوگیا۔ گلیشیہ میں بھی روسی ترقی کر رہے ہیں

ترکوں کے متعلق بحر احمر کی بعض حکایات (الہ آباد - ۶ جنوری) پایونیر کا نامہ نگار عدن ۲۸ دسمبر کی چٹھی میں رقمطراز ہے کہ ایک سو میل کے فاصلہ پر سرحد ترکوں کی موجودگی سے پولٹیکل اور فوجی صیغہ ہوشیار و تیار ہے۔ غالباً ترکوں کے خوف سے عرب کے شیوخ اور قبائل بظاہر ترکوں کی ہمدردی کا دم بھرتے ہیں۔ حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ کونسا فریق ان کی روٹی کو چیڑتا ہے۔ اگرچہ یہ امر ہمیشہ ان مذہبی دیوانوں کی قوت ارادی پر موثر ثابت نہیں ہوتا۔ مقامی جھڑپوں کے متعلق ایک دو فسانے مشہور ہیں۔ ایک حکایت بحیرہ احمر کی روشنی کے مینار کے متعلق ہے۔ جس کی روشنی آغاز جنگ پر ترکوں نے دیگر میناروں کی روشنی کی طرح بجھا دی تھی۔ کیونکہ یہ مینار ترکوں ہی کے ہیں۔ ایک برٹش دستہ ساحل پر ترکوں کی بے خبری میں اتار اگیا۔ جس نے مینار مذکور کو پھر روشن کر دیا دوسرے دن آٹھ بجے ایک چھوٹی سی کشتی ترک سپاہیوں سے بھری پہنچی۔ اور افسر نے روشنی کے مینار کے محافظ سے اس کا باعث پوچھا۔ مینار مذکور کے متصرفین نے ان سب سپاہیوں کو ساحل پر اتر کر مینار کے دروازہ پر مجتمع ہو جانے کا موقعہ دیا۔ جہاں انکی گرفتاری کا پہلے ہی سے انتظام کر رکھا تھا چنانچہ ان کو پکڑ کر فوراً ہتھکڑیاں لگا دی گئیں ٭

ترکی ہزیمتیں (لنڈن ۴ جنوری) اردہان میں روسیوں کو ایک اہم فتح حاصل ہوئی۔ ترک پورے طور پر منہزم ہوئے۔ اردہان آنروئے قفقاز کا ایک قصبہ ہے ٭

ایک ترکی مراسلت کا ادعا ہے کہ اردہان خونریز لڑائی کے بعد مسخر کر لیا گیا ٭

پیٹروگریڈ - سرکاری طور پر بیان ہوا ہے۔ کہ سری کامش کے نواح میں سخت لڑائی ہو رہی ہے۔ جہاں ترکوں کا سخت نقصان وقوع میں آیا ٭

(لنڈن ۴ جنوری) پیٹروگریڈ - طہران کا تار مظہر ہے کہ ترکی و ایرانی اکراد ترکی باقاعدہ سپاہ کی اعانت سے جھیل ارومیہ کے جنوبی علاقہ میں بہت کچھ اظہار مستعدی کر رہے ہیں اور انھوں نے نہ صرف بحری محصول خانہ ایرانی حکام کو گرفتار کر لیا۔ بلکہ ان میں سے ایک کو نشانہ بندوق بھی بنایا۔ گورنمنٹ ایران نے اسپر ترکی سفیر سے سخت اعتراض کیا ہے ٭

(لنڈن ۴ جنوری) امسٹرڈم - قسطنطنیہ کا تار مظہر ہے۔ کہ دولت عثمانیہ نے مسودہ کے ذریعہ سے ایوان سے چھ فیصدی سود پر ۵ ملین پونڈ قرض لینے کی اجازت چاہی ہے۔ ایوان نے موریٹوریم کو ۱۳ - اپریل تک وسعت دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ مگر مقروض اپنے قرضوں کا ۵ فیصدی آج اور مزید ۵ فیصدی ۱۴ - فروری کو ادا کرنے پر مجبور ہیں۔ گورنمنٹ نے ایک اور مسودہ بھی پیش کیا ہے۔ جس کے رو سے سپاہی دوران جنگ میں قرضوں کی ادائگی سے مستثنیٰ رہینگے ٭

ہندوستان کی خبریں

تصویر جس کا ذکر آج کے لیڈنگ آرٹیکل میں ہے۔ احمد علی خاں زبدۃ الحکماء نے اپنی تغیر سے علیحدہ کر دی ہے تاہم ہمارا مضمون ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے اور بدستور ضروری ہے۔

ابو الکلام ایڈیٹر الہلال لاہور میں وارد ہیں انکے لیکچر ہو رہے ہیں

مولوی خلیل الرحمان نظامت ندوہ سے بقول وکیل خود بخود علیحدہ ہونیوالے ہیں۔ ۱۰ جنوری کو ایک جلسہ انتظامیہ ایک جلسہ خاص قرار پایا ٭

امروہہ میں سڑک کی وسعت کے لئے چند قبروں کا سوال اٹھایا گیا ہے (وکیل)

مسٹر سید محمود (علیگ) امریکہ سے آئے۔ اور بموجب دفعات ۳ - ۵ - قانون جدید گرفتار ہوئے ٭

فیصلہ ہوگیا ہے کہ یکم دسمبر ۱۹۱۴ء سے ۳۱ - مارچ ۱۹۱۵ء تک صرف ایک لاکھ ٹن گیہوں یا آٹا باہر جائے ٭

بہاول پور کے خورد سال نواب صاحب جو ولایت بغرض تعلیم و تربیت مقیم تھے۔ واپس آگئے ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان - دارالامان - مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۱۵ء

پیغمبرِ خدا کی تصویر

آج اور کل کے روزانہ اخباروں میں اس امر کا تذکرہ ہے۔ کہ ایک صاحب احمد علی زبدۃ الحکماء نے قرآن مجید کی تفسیر شائع کی ہے۔ اور اس کے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فوٹو لگا دیا ہے۔ جس پر مسلمان برہم ہو رہے ہیں۔ اس لئے تفسیر شائع کرنے والے سے مطالبہ ہے۔ کہ وہ جلد اس تصویر کو تلف کر دے۔ ورنہ حکام کو اس معاملہ میں دخل دینے کی درخواست کی جائیگی۔ چنانچہ پیسہ اخبار نے اس پر مفصلہ ذیل نوٹ لکھا ہے ؛

"معلوم ہوا ہے۔ کہ حکیم احمد علی صاحب زبدۃ الحکماء نے جو مولوی عبداللہ چکڑالوی اہل قرآن کے پیرو ہیں۔ ایک تفسیر قرآن لکھی ہے جس کے شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر چھاپی ہے۔ میں تفسیر کی نسبت ابھی کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ لیکن نہایت افسوس ہے۔ کہ حکیم صاحب نے حضرت رسول اللہ کی تصویر چھاپنے کی کیوں جرأت کی ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم بھی ایسی جرأت کرے تو اُسے مسلمان بُرا سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ کراچی میں سینوماٹوگراف کی فلم کی نسبت آنحضرت صلعم کی تصویر ہونے کا صرف شبہ ہی ہوا تھا۔ بہتر ہے۔ کہ حکیم صاحب خود ہی اس تصویر کو اُڑا دیں۔ ورنہ شہر میں اس تصویر کے متعلق جو ناراضگی پھیل رہی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ حکام کو اس تصویر یا کل کتاب کو تلف کرنا پڑے گا" ؛

جن دو فریقوں میں اس تصویر کے بارے میں بحث ہے۔ وہ ہمارے نزدیک ملت واحد کے حکم میں ہیں۔ اس لئے ہماری رائے کسی کی جنبہ داری پر محمول نہیں ہونی چاہئے۔ ہم اصولی طور پر اس بارے میں ایک نظر کرنا چاہتے ہیں ؛

پہلا سوال:۔ تو یہ ہے۔ کہ آیا تصویر کی حرمت لذاتہ ہے یا لغیرہ ؛

دوسرا سوال:۔ یہ ہے۔ کہ معترض مسلمانوں کا اپنا طرزِ عمل کیا ہے ؟

تیسرا سوال:۔ یہ ہے۔ کہ آیا کسی پیغمبر کی تصویر کو شائع کرنا اس کی ہتک ہے ؟

چوتھا سوال:۔ یہ ہے۔ کہ آیا قرآن مجید کے سرورق پر کوئی تصویر ہونی چاہئے ؟

پانچواں سوال:۔ یہ ہے۔ کہ آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اصلی تصویر ہو سکتی ہے ؟

چھٹا سوال:۔ یہ ہے۔ کہ کراچی کی فلم کو اگر مسلمانوں نے بُرا منایا تھا۔ تو کس پہلو سے ؟

ساتواں سوال:۔ یہ ہے۔ کہ مسلمان برہمی میں حق بجانب ہیں یا نہیں ؟

سو پہلے سوال کے جواب میں عرض ہے۔ کہ جہاں تک ہم قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر نظر کرتے ہیں۔ تصویر فی نفسہا حرام نہیں۔ دو پیغمبروں کے بارے میں یہ آیات ہیں۔ اول حضرت داؤد کی نسبت **یعملون لہٗ مایشاء من محاریب و تماثیل**۔ (اس کے لئے محاریب و تماثیل بناتے تھے) دوم حضرت عیسیٰ کہ خود جانوروں کی صورت بناتے۔ **انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر**۔ ان دونوں باتوں سے یہ تو ثابت ہو گیا ہے۔ کہ فعل مصوری اور تصویر کی حرمت لذاتہ نہیں۔ بلکہ کسی امر دیگر سے ہوتی ہے۔ اور وہ حضرت ابراہیم نے بیان فرما دی۔ **ماھٰذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون**۔ یعنی وہ تماثیل منع ہیں۔ جن پر عکوف کیا جائے۔ جن کی پرستش ہو۔ احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ مشکوۃ کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ کہ وہ کتا جو شکار یا کھیتی کی حفاظت کے لئے رکھا جائے اور وہ تصویر جو فرشوں پر روندی جائے۔ وہ دخول ملائکہ کو مانع نہیں۔ اسی طرح ہدایہ میں ہے۔ کہ تصویروں والے فرش پر نماز پڑھنی منع نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں تصاویر کی اہانت ہے۔ پھر فتح القدیر میں بتایا گیا ہے۔ کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر دو مکھیوں کی تصویر تھی۔ اور دانیال نبی کی انگوٹھی پر ایک بچہ کی تصویر تھی۔ جسے شیر اور شیرنی چاٹ رہے تھے۔ ان تمام شہادتوں سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے۔ کہ تصویر کی حرمت لذاتہ نہیں۔

اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ خود مسلمانوں کا طرزِ عمل کیا ہے سو انگریزی خوانوں کا عمل تو ان کے کمرے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کس طرح پر نگار خانۂ چینی بنے ہوئے ہیں۔ اور حضرات مفتیان شرع مبین و علمایان دین متین کی جیبیں ٹٹولنے سے یا ان کے گھروں سے ایسے منقوش مل سکتے ہیں جن پر کہ تصویریں ہیں۔ اور اگر یہ تصویریں دخول ملائکہ کو مانع ہیں۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ مفتیوں کے گھر ملائکہ سے بالکل خالی رہتے ہیں ؛

اس کے بعد یہ دیکھنا ہے۔ کہ آیا کسی نبی کی تصویر شائع کرنا اس کی ہتک ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہرگز نہیں۔ جب کہ وہ کسی دینی غرض کے ماتحت ہو۔ اور لغو کام تو مومن کرتا ہی نہیں۔ دیکھو! اس صدی کے سر پر مسلمانوں میں ایک عظیم الشان رسول مبعوث ہُوا۔ اُس نے خود اپنا فوٹو کھچوایا۔ اور اسے شائع کرایا۔ اور جو اصل مقصد تھا۔ وہ بھی بتایا۔ کہنے والا کہہ سکتا ہے۔ کہ ہم اسے کب نبی مانتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جن دلائل کی بنا پر آپ کسی کو نبی یا رسول مانتے ہیں۔ وہ پیش کیجئے۔ انہی دلائل سے ہم اس جری اللہ فی حلل الانبیاء کی نبوت و رسالت ثابت کر سکتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ کسی پہلے نبی کے بارے میں ثابت کرو۔ کہ اس نے اپنی تصویر شائع کی ہو۔ تو میں کہوں گا۔ کہ آپ بھی یہ ثابت کریں۔ کہ اس نبی کی بعثت تمام جہان کے لئے تھی۔ اور وہ صرف اپنی محدود جماعت و محدود قوم کے لئے نہیں تھا۔ جہاں لوگ اسے علی العموم دیکھ سکتے تھے۔ اور پھر سامان فوٹو وغیرہ بھی مہیا تھے۔ اور قوم میں بت پرستی کا مرض اس درجہ نہیں تھا۔ جس کے لئے قطعی طور پر تصاویر و تماثیل سے الگ ہو جانے کا حکم دینا ضروری ہو۔ پھر میں کہتا ہوں۔ کہ کئی گھرانوں میں بزرگان سلسلہ کی تصاویر محفوظ چلی آتی ہیں۔ اور ان توحید کی اشاعت کرنے والے صوفیوں میں جو تصویر شیخ و تصویر نبی کریم کا مسئلہ ہے۔ اس پر بھی ایک نظر ہونی چاہئے۔ اور پھر اس بات کا فیصلہ کہ تصویر دیکھنے کی خواہش ایک فطرتی خواہش ہے یا نہیں ؛

تین سوال تو حل ہو چکے۔ اب چوتھے سوال کو لیجئے۔ کہ آیا قرآن مجید کے سرورق پر کوئی تصویر ہونی چاہئے۔ سو اس کا جواب ہے۔ کہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ قرآن مجید کسی مخلوق کی تصنیف نہیں۔ کہ اس کے مصنف کی تصویر حسب دستور زمانہ دی جائے۔ وہ تو اس قادر توانا کا کلام ہے۔ جو لیس کمثلہ شیئ ہے۔ پس جو قرآن مجید کی تفسیر سے پہلے کوئی تصویر لگاتا ہے۔ وہ بالواسطہ یہ خیال ظاہر کرتا ہے

کہ یہ مخلوق کا کلام ہے۔ اور الٰہی کلام نہیں۔ پس ہم اس بات کو بہت بُرا سمجھتے ہیں۔ کہ کوئی تصویر خواہ کسی نبی کی ہو۔ . . . . . خواہ کسی امتی کی قرآن مجید یا اس کی تفسیر سے پہلے لگائی جائے +

پانچواں سوال یہ ہے کہ آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اصل تصویر ہو سکتی ہے یا نہیں۔ سو اسکا جواب یہ ہے کہ "نہیں"۔ کیونکہ کسی معتبر و مستند تو کجا کسی ضعیف سے ضعیف روایت سے بھی ثابت نہیں ہوتا۔ کہ آپ کی تصویر کسی مصور نے کھینچی ہو۔ پس جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر بناتا ہے۔ وہ گویا ایک افتراء کرتا ہے۔ اور لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ اور ایک طرح پر حضور علیہ السلام کی ہتک کا مرتکب ہوتا ہے +

چھٹے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ کراچی کی قلم کو اس لئے بُرا مانا گیا تھا۔ کہ جو واقعات اس تصویر کی طرف منسوب کئے گئے تھے۔ وہ ایک پیغمبر کی شان کے شایان نہیں۔ بلکہ ایک معمولی نیک متقی بھی ایسا نہیں کر سکتا۔ پھر تماشا گاہوں میں کسی نبی یا بزرگ کو پیش کرنا اس کی ہتک کرنا ہے +

ساتویں سوال کے جواب میں ہم صاف کہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کی برہمی بالکل واجبی ہے۔ مگر جس پہلو سے وہ اعتراض کر رہے ہیں۔ وہ بالکل غلط ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اگر فی الواقعہ اصل تصویر ہو۔ تو اسکا شائع کرنا کوئی ہتک کی بات نہیں۔ بشرطیکہ کسی دینی غرض کے ماتحت شائع کیا جائے۔ مگر قرآن مجید یا اس کی تفسیر کے سرورق پر لگانا پھر بھی جائز نہیں۔ پھر جب اس بات کا ثبوت نہیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر ہے۔ تو اس کا شائع کرنا اور بھی ناپسندیدہ ہے۔ پس اس اعتبار سے کہ اس تصویر سے قرآن مجید کا کسی مخلوق کی تصنیف ہونا مترشح ہوتا ہے اور اس لحاظ سے کہ وہ تصویر اصل تصویر نہیں۔ اور لوگوں کو دھوکہ ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی برہمی بالکل درست ہے۔ اور جس قدر جلد ممکن ہو۔ اس تفسیر سے اسے الگ کر دینا چاہئے۔ ہاں اگر کوئی یہ کہے۔ کہ دینی ضرورت کے ماتحت اصل تصویر شائع کرنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتی ہے۔ تو یہ ہم تسلیم نہیں کرتے +

پس نظر بریں حالات۔ ہم اپنے تمام مدعیان اسلام کو عموماً اور احمدیوں کو خصوصاً متنبہ کرتے ہیں۔ کہ ان کی برہمی انکی پسندیدگی یعنی ان کی حب ان کا بغض محض للہ ہونا چاہیئے۔ اور کبھی رسم و عادت کے طور پر کسی معاملہ کو نہیں اٹھانا چاہیئے بلکہ مسلم جو کچھ کرے۔ (جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے) اللہ کے حکم کے ماتحت اپنے جذبات کو رکھے۔ کوئی بات خواہ رسم و عادت کے خلاف ہو۔ جب اللہ اس کا حکم دیتا ہے یا اسے مباح فرماتا ہے۔ تو پھر کچھ حرج نہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ منع فرمائے۔ اور اسے ناجائز قرار دے۔ تو پھر خواہ رسماً و عادۃً و ضرورۃً وہ امر پسندیدہ ہو۔ تو بھی نہیں کرنا چاہیئے میں چاہتا ہوں۔ کہ مسلمان کلی طور پر شریعت کا جوا اپنے کندھوں پر رکھ لیں۔ اور وہ کسی فوری نفسانی جوش سے برانگیختہ نہ ہو جایا کریں +

تصدیق المسیح

بشریٰ لک یا احمدی انت مرادی و معی غرست کرامتک بیدی۔

ترجمہ فارسی الہامی۔ بشارت باد ترا یا احمد من تو مرادی و باتی نشاندم درخت بزرگی ترا بدست خود (۲۱۔ ستمبر ۱۸۹۶ء)

دنیا میں ہزاروں نہیں لاکھوں بلکہ بےشمار قسم کی خوشیاں اور خوشخبریاں ہیں۔ مگر سب آنی اور فانی ہیں۔ ہاں سب سے بڑھکر اور بہتر باقی رہنے والا مژدہ وہ ہے۔ جو کہ خدا کی طرف سے بشارت کے رنگ میں ہے۔ پس کیا ہی مبارک اور خوش نصیب ہے وہ انسان جسکو کہ خدا خوشخبری سنائے۔ اسی طرح دنیا میں ہر شخص اپنا کوئی نہ کوئی مراد یا مقصد رکھتا ہے۔ کسی کی مراد دنیا کی عزت اور دولت ہے۔ کسی کی مراد عقبیٰ کی راحت اور جنت ہے۔ کسی کی مراد خود خدا اور اس کی رضاء ہے۔ مگر وہ انسان کیسا مبارک اور بامراد ہے جو کہ "در دو عالم مرا عزیز توئی۔ آنچہ میخواہم از تو نیز توئی"۔ کی دعا کرتے ہوئے ایسا مقبول ہو جائے۔ کہ وہ "خود خدا" کی مراد ہو جائے اور خود خدا ہی اسکو کہے کہ "تو مراد منی و با منی"۔ پھر غور کرو کہ عالم نباتات میں ہزاروں نہیں لاکھوں بلکہ بےشمار طرح کے درخت ہیں جو کہ پیدا ہوتے ہیں۔ جنپر گرمی و سردی خزاں اور بہار گذرتی ہے۔ مگر یہی میں دیکھا گیا ہے اور برابر دیکھا جاتا ہے۔ کہ بڑے سے بڑے اور تناور درخت کو تند ہوا کے جھونکے تے جڑ سے اکھاڑ پھینکتے ہیں۔ پانی کا سیلاب بہا لیگیا ہے۔ آگ نے جلا کر خاک سیاہ کر دیا ہے۔ مٹی اسکو سڑا کر اپنے اندر جذب کر لیتی ہے

مگر وہ درخت جسکے بارے میں خدا نے کہا ہو۔ کہ "نشاندم درخت بزرگی ترا بدست خود"۔ ایسے درخت کو ہوا کے سخت جھونکے یا پانی کا سیلاب نار کی ناریت ارض کی ارضیت کبھی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔ مذکورہ بالا بشارت آج سے تقریباً ۳۲ برس پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک محبوب اور پیارے بندے حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کو دی تھی۔ کہ "اے میرے احمد! تو میری مراد ہے۔ اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے تیری بزرگی کے درخت کو اپنے ہاتھ سے لگایا ہے"۔ چنانچہ اس بامراد انسان اور اس کی بزرگی کے درخت پر باد مخالف کے ہزاروں جھونکے آئے۔ عداوت اور حسد کی آگ نے بھڑک بھڑک کر آتش فشانی کی۔ دشمنی کا سیلاب امنڈ امنڈ کر آیا۔ زمین نے اپنی پوری طاقت سے جنبش کی۔ کہ کسی طرح یہ درخت جڑ سے اکھڑ جائے اور زمین سے مل جائے۔ مگر کچھ نہ ہوا۔ وہ بزرگی کا درخت بڑھا اور ایسا بڑھا۔ کہ عظیم الشان ہو گیا۔ اب اس کے سایہ میں مشرق و مغرب شمال و جنوب کے لوگ آرام پاتے ہیں۔ وہ درخت پھولا اور ایسا پھولا۔ کہ اسکی بھینی بھینی خوشبو سارے جہان میں پھیل گئی۔ اس درخت نے پھل دیا اور ایسا پھل دیا۔ کہ اس سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی خوشگوار پھل نہیں۔ اندرونی طور پر کچھ کیڑے بھی اس درخت کی جڑ سے چمٹ گئے تھے۔ اور اسکی جڑ کو کھو کھلا کر دینا چاہتے تھے۔ وہ ایسے باریک تھے۔ کہ ظاہری آنکھوں کو نظر نہیں آتے تھے۔ مگر وہ خدا جسکی شان ہے۔ انھا ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ او فی السموات او فی الارض یأت بھا اللہ ان اللہ لطیف خبیر۔ اور جس نے فرمایا تھا کہ "نشاندم درخت بزرگی ترا بدست خود"۔ اس نے اپنی طاقتور اور باریک بین انگلیوں سے چن چن کر ان کو الگ کر دیا۔ اب یہ درخت اپنی پوری استقامت سے کھڑا ہے۔ سرسبز ہے۔ شاداب ہے۔ اپنے سایہ کے اندر ہزاروں لاکھوں کو لئے ہوئے ہے۔ اب آفتاب کی تمازت اور لوہ لپٹ سے کوئی سایہ بچا نہیں سکتا۔ بجز اس درخت کے سایہ کے اب دنیا میں کوئی روح زندہ نہیں رہ سکتی ہے۔ جب تک کہ وہ اس درخت کے پھل سے غذا نہ حاصل کرے +

پس اے وہ انسانو! جو کہ تپتی ہوئی زمین پر سایہ کی تلاش میں دیوانہ وار ادہر ادہر دوڑ رہے ہو۔ آؤ اسی درخت کے سایہ میں آؤ۔ اس عظیم الشان اور فرحت افزا درخت کے سایہ میں آؤ۔ باد سموم سے اگر بچنا چاہتے ہو۔ تو اس درخت کی لچکدار شاخوں کے نیچے بیٹھ جاؤ۔ مجھ سے ثبوت کیا طلب کرتے ہو۔ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا درخت اور اسکا مبارک سایہ اپنا ثبوت آپ ہے۔ تقریباً ۳۲ برس قبل جس درخت کی خبر دی گئی تھی۔ آج وہ اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ سایہ فگن ہے۔ اور اب پھل دینے لگا ہے۔ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے ہر ایک پھل بجائے خود صداقت کی دلیل ہے۔ مگر ان پھلوں میں سے سب سے بہتر اور مبارک پھل سیدنا محمود خلیفۃ ثانی ہے۔ ہاں حضرت مسیح موعود کی صداقت اور بزرگی کی دلیلوں میں سے بہتر اور چلتی پھرتی زندہ اور ناطق دلیل ہمارے پیارے آقا سیدنا محمود فضل عمر کی ذات پاک ہے۔ اللھم ایدہ و انصرہ۔ کیسا مبارک ہے وہ درخت جسکا یہ پھل ہے۔ کیا ہی بزرگ اور جلیل الشان طاقتوں والا اس درخت کا مالک ہے۔ جس نے فرمایا کہ "نشاندم درخت بزرگی ترا بدست خود"۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

(خاکسار۔ خلیل احمد مونگیری)

کیا مُردے دنیا میں واپس آسکتے ہیں!

(✻)

ہر ایک بیماری کے لئے دنیا میں دوا ہے مگر تعصب موت کا بھائی ہے جس کے لئے کوئی دوائی کارگر نہیں ہو سکتی۔ یہ وہ بلا ہے کہ ایک بھلا چنگا آنکھوں والا انسان اس کی وجہ سے دن دوپہر میں کچھ نہیں دیکھ سکتا۔ اور قوت شنوائی رکھتے ہوئے کچھ نہیں سُن سکتا اور کیسی ہی کھلی اور روشن صداقت کیوں نہ ہو اُسے نہیں مان سکتا اور لھم قلوب لا یفقھون بھا و لھم اعین لا یبصرون بھا و لھم اذان لا یسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل اولئک ھم الغافلون کا مصداق بن جاتا ہے۔

اسی لاعلاج بیماری نے غیر احمدی مولویوں کو حضرت مسیح موعود کی مخالفت میں سرگشتہ و سراسیمہ کر رکھا ہے۔ جو زندہ خدا کے پرستاروں کے مقابلہ میں عیسائیوں کے مردہ خدا کو زندہ کرنے کی سر توڑ کوششیں کر کے دین اسلام کا خاتمہ کرنے کے درپے ہیں اور مُردہ پرستوں کا ساتھ دے کر یقولون للذین کفروا ھٰؤلاء اھدیٰ من الذین اٰمنوا سبیلا کا پورا پورا نمونہ دکھلا رہے ہیں۔ اور جب دیکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ ماننے کے بغیر کوئی چارہ اور کوئی سبیل نہیں تو اپنے گرتے ہوئے دلوں کو سہارا دینے کے لئے ناچار یہ بہانہ تراشنے لگتے ہیں کہ مُردے بھی تو دنیا میں واپس آسکتے ہیں۔ اور پھر نہایت بیباکی سے اس فاسد خیال کی تائید میں قرآن کریم کی آیات پیش کرنے لگتے ہیں۔ اور بالآخر یہ کوشش کرتے ہیں۔ کہ جن آیات سے اس فاسد خیال کا بطلان ثابت ہوتا ہے۔ ان میں جرح قدح کر کے اس مسلمہ صداقت کو چھپا دیں کہ کوئی مردہ زندہ ہو کر دنیا میں واپس نہیں آسکتا۔ اور کہ عدم سے وجود میں آنے کے بعد ہر ایک آدمی کے لئے صرف ایکبار مرنا اور ایک ہی بار پھر زندہ ہونا ہے۔

کون نہیں جانتا کہ آیت و حرام علیٰ قریۃ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون قطعی طور پر فیصلہ کر رہی ہے کہ مُردے دنیا میں واپس نہیں آسکتے۔ لیکن ان لوگوں کو ان کے ناپاک اغراض اور باطل خیالات نے کچھ ایسا از خود رفتہ کر رکھا ہے کہ ایسی روشن اور صاف آیات کو بھی چھپانے لگتے ہیں کہ اس آیت سے نہیں ثابت ہوتا کہ مُردے دنیا میں واپس نہیں آسکتے بلکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کا واپس نہ آنا ان پر حرام ہے یعنی ممکن نہیں کہ وہ واپس نہ آویں۔ اور بکم انکم یہ تو ضرور ثابت ہوتا ہے کہ وہ واپس آسکتے ہیں۔ پس نعوذ باللہ یسوع مسیح کے دوبارہ دنیا میں آنے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ اس باطل خیال کا بطلان اول تو اسی بات سے ظاہر ہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ ہر ایک مُردہ کے لئے پھر واپس دنیا میں آنا ضروری ہے کیونکہ واپس نہ آنا حرام ہونے کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتے کہ واپس آنا ضروری ہے۔ پس ہر ایک مردہ کے لئے پھر واپس دنیا میں آنا ضروری ٹھہرا۔ جسے روزانہ مشاہدہ باطل ثابت کر رہا ہے پس اگر اس آیت کے وہی معنے ہیں جو ہمارے یہ مہربان بیان فرماتے ہیں تو ان سے نعوذ باللہ قرآن کریم کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ روزانہ مشاہدہ اس دعویٰ کو غلط ثابت کر رہا ہے۔ ہاں اگر در پردہ یہ لوگ تناسخ کے قائل ہوں۔ اور قرآن کی تکذیب میں آریوں کے حلیف ہوں تو کچھ بعید نہیں۔ جیسا کہ قبل ازیں احمدیوں کے ہاتھ سے انکے بعض ایسے اسرار بھی فاش ہو چکے ہیں ؎

اور یہ کہنا کہ اس آیت سے مردوں کا پھر واپس دنیا میں آنا صرف جائز ثابت ہوتا ہے۔ ضروری نہیں ثابت ہوتا ایک صریح مغالطہ اور وہم فاسد ہے۔ کیونکہ ان کے پیش کردہ معنوں کی بناء پر اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ مُردوں کا واپس نہ آنا ان پر حرام ہے۔ چنانچہ یہ لوگ اس آیت کے معنے ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں "وحرام علیٰ قریۃ ھالکۃ عدم الرجوع" یعنے جو مر گئے ان پر عدم رجوع حرام ہے۔ یعنی ناممکن اور محال ہے کہ وہ واپس نہ آویں۔ جس کے مساوی اور ماحصل یہ ہے کہ ان کا واپس آنا ضروری ہے نہ یہ کہ صرف جائز ہے اور یہ کہنا کہ منطقی طریق سے صرف جواز ثابت ہوتا ہے ایک باطل دعویٰ ہے۔ کیونکہ حرام کا لفظ سلبی معنی کے رُو سے جو یہ لوگ مُراد لیتے ہیں۔ مفید معنے ضرورۃ السلب ہے، نہ کہ سلب الضرورۃ۔ اور جب لا بھی مفید معنی سلب قرار دیا جاوے جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو یہ آیت ضرورت سلب السلب پر مشتمل ہو گی۔ اور یہ متفق علیہ اور بدیہی مسئلہ ہے کہ سلب السلب مساوی ایجاب ہوتا ہے۔ پس ضرورۃ سلب السلب کے معنے بجز ضرورۃ الایجاب کے اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ غرض ان لوگوں کے پیش کردہ معنوں کے رُو سے اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ مردوں کا واپس آنا ضروری ہے۔ اب یہ بات ظاہر بلکہ اظہر من الشمس ہے کہ ہر ایک مُردہ پھر زندہ ہو کر واپس اس دنیا میں ہرگز نہیں آتا۔ ہر ایک تو کجا کوئی بھی واپس یہاں نہیں آتا۔ پس اس دعویٰ کو قرآن کریم کی طرف منسوب کرنا قرآن کریم کی تکذیب نہیں تو اور کیا ہے۔

علاوہ اس کے خود قرآن کریم کا محاورہ ان معنوں کا غلط ہونا صاف اور بیّن طور پر ثابت کر رہا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ انعام کے انیسویں رکوع کی پہلی آیت میں فرماتا ہے۔ قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم ان لا تشرکوا بہ شیئاً۔ اس آیت کا ماحصل ان موحد کہلانے والے مولویوں کے پیش کردہ معنوں کے رُو سے یہ ہو گا کہ شرک نہ کرنا حرام ہے۔ سبحانہ و تعالیٰ عما یصفون۔

اشعار فصحاء عرب سے بھی یہ محاورہ ثابت ہے۔ چنانچہ اس پر مندرجہ ذیل شعر شاہد ہے جو ایک جاہلی شاعر کا ہے۔ ؎

فان حراماً لا اریٰ الدھر باکیاً۔

علیٰ شجوہ الا بکیت علیٰ عمرو۔

(ترجمہ) اب میں نے اپنے اُوپر واجب و لازم کر لیا ہے کہ جب کبھی کسی شخص کو غم میں روتے دیکھوں تو میں عمرو پر رونے لگ جاؤں

اِس شعر میں حرام کا لفظ بھی موجود ہے اور اداۃ نفی بھی اور اس کے معنے سلب السلب کے یعنے ایجاب کے کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتے۔ پس ضرور ہے کہ حرام کے معنے سلبی نہ لئے جاویں بلکہ ایجابی یعنے واجب

تفاسیر میں اس آیت کے جسقدر معانی مفسرین نے لکھے ہیں ان سب میں یا تو حرام کے معنے واجب بتائے گئے ہیں یا لا کو زائد بتایا ہے۔ اور اگر کسی مفسر نے دونوں جگہ سلبی معنے لئے ہیں تو بھی اس دنیا میں رجوع کی نفی کر کے عالم اخروی میں مجازات کے لئے واپس آنا مُراد لیا ہے۔ ہاں رُوحانی طور پر صوفیاء کے نزدیک ہر ایک مُردہ کا واپس آنا ضروری ہے جس کی طرف احادیث میں بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لتتبعن سنن من قبلکم شبراً بشبر و ذراعاً بذراع حتی لو دخلوا جحر ضب لتبعتموھم یعنے ضرور تم پیروی کرو گے۔ ان لوگوں کے طریقوں کی جو تم سے پہلے تھے۔ بالشت با بالشت اور دست با دست۔ یہاں تک کہ اگر گوہ کے بل میں گھسے ہونگے وہ سو تم اس کے بل میں تم بھی ان کی پیروی کرو گے اسی کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آیت زیر بحث کے تحت تحریر فرمایا ہے کہ اس آیت میں یہ پیشگوئی ہے کہ تمام شریر اور بدکار آخری زمانہ میں پھر دنیا میں واپس آوینگے۔ اور جسقدر شرارتوں اور مفاسد کی

(ص ۴ دیکھو نوٹ صفحہ ۲ پر)

قسمیں ہیں وہ سب اس زمانہ میں جمع ہوں گی۔ لیکن یاد رہے کہ یہ معنے اداۃ غایت (حتیٰ) کی بناء پر ہیں نہ کہ سلب السلب کے رُو سے۔

غرض مُردوں کا پھر زندہ ہو کر واپس دنیا میں آنا اس آیۃ سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور نہ صرف یہی آیت اس باطل خیال کی تردید کرتی ہے بلکہ قرآن کریم کی اور بھی کئی آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مُردے زندہ ہو کر واپس دنیا میں نہیں آ سکتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورہ زمر کے پانچویں رکوع میں فرماتا ہے۔ فیمسك التی قضیٰ علیها الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمّی۔ یعنی جن جانوں پر موت آ چکی ہوتی ہے انہیں اللہ تعالیٰ دنیا میں واپس آنے سے روک دیتا ہے اور جن پر موت نہیں آئی ہوتی۔ صرف نیند سے ان کا قبض ہُوا ہوتا ہے انہیں بھیجا یا چھوڑا جاتا ہے۔ اور سورہ یٰس کے دوسرے رکوع میں فرماتا ہے۔ الم یروا کم اھلکنا قبلهم من القرون انهم الیهم لا یرجعون۔ یعنی کیا یہ لوگ دیکھ نہیں رہے کہ کتنی قرنوں کی قومیں ان سے پہلے ہلاک ہو چکی ہیں۔ جنمیں سے کوئی بھی واپس دنیا میں نہیں آیا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ سورہ مومنون کے رکوع ۶ میں فرماتا ہے۔ حتیٰ اذا جاء احدهم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحًا فیما ترکت کلا انها کلمة هو قائلها ومن ورائهم برزخ الی یوم یبعثون۔ یعنی یہاں تک کہ جب ایک ان میں سے مرجاتا ہے تو کہتا ہے اے میرے رب مجھے پھر واپس بھیج۔ تاکہ میں کوئی نیکی کروں اس عالم میں جو میں چھوڑ آیا ہوں۔ ہرگز نہیں۔ بس یہ ایک بات ہے۔ جو وہ مُنہ سے کہتا ہے۔ اور ان لوگوں کے درے تو ایک پردہ حائل ہے۔ جو اس دن تک رہے گا۔ جس دن کہ یہ لوگ اٹھائے جائینگے یعنی قیامت کے دن تک۔ اسی طرح اور بھی بہت سی آیات ہیں۔ جن کی تفصیل کی اسجگہ گنجایش نہیں۔

پھر اس بارہ میں احادیث اس کثرت سے آئی ہیں کہ کسی مسلمان سچے کے لئے ذرہ بھی گنجایش انکار باقی نہیں چھوڑتیں۔ نہ صرف مُردوں کے دوبارہ دنیا میں آنے کے خیال کو باطل ثابت کرتی ہیں۔ بلکہ آیت زیر بحث کی بھی بالفاظ طیبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوری تفسیر پیش کرتی ہیں۔ ایسی تمام احادیث اس جگہ ذکر کرنے سے تو غیر ضروری تطویل لازم آئے گی۔ اس جگہ صرف دو تین حدیثیں بیان کی جاتی ہیں:۔

(۱) عن جابرؓ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرك ما قال اللہ لابیك قال یا عبد اللہ تمن علی اعطك۔ قال یا رب تحیینی فیك ثانیةً قال انه سبق منی انهم لا یرجعون (رواہ الترمذی وحسنه والحاکم وصححه)

(ترجمہ) جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرمایا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ سے کہا وہ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے فرمایا کہ اے عبد اللہ۔ مجھ سے کچھ مانگو میں تمہیں دونگا۔ عبد اللہ نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا۔ کہ یا الٰہی میری درخواست تیرے حضور یہ ہے کہ پھر مجھے زندہ کیا جاوے تاکہ دوبارہ تیری راہ میں شہادت پاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ انهم لا یرجعون۔ یعنے جو مر جائیں۔ وہ لوٹ کر دنیا میں نہیں جا سکتے۔ اس حدیث سے صاف طور پر نہ صرف یہ ثابت ہو گیا کہ مُردے دنیا میں واپس نہیں آ سکتے۔ بلکہ اس سے آیۃ زیر بحث کے معنے بھی پورے طور پر حل ہو گئے۔ طرفہ یہ کہ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہُوا کہ باوجودیکہ اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا تھا کہ جو کچھ تم مانگو گے تمہیں دیا جائے گا۔ اور وعدہ بھی ایسی درخواست پر دیا تھا۔ جس کے پیش کرنے کا خود اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔ پھر بھی یہ درخواست منظور نہ ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ پہلے فرما چکا ہے۔ اور مقرر کر چکا ہے کہ کبھی کسی مردہ کو دنیا میں واپس نہیں بھیجا جائیگا۔

(۲) کنز العمال میں یہ حدیث مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابرؓ سے فرمایا۔ یا جابر الا ابشرك ببشارة من اللہ ورسوله ان اللہ تعالیٰ احیٰی اباك وعمك فعرض علیهما ان سالا ربهما ان یردهما الی الدنیا فقال انی قضیت فی الکتاب انهم لا یرجعون۔ یعنی جابرؓ کے باپ اور چچا نے خدا کے حضور دنیا میں واپس آنے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنی کتاب میں قطعی فیصلہ کر چکا ہوں کہ مُردے دنیا میں واپس نہیں جائیں گے۔ اس حدیث نے نہ صرف یہ بتایا کہ مُردے دنیا میں واپس نہیں آ سکتے بلکہ یہ بھی بتا دیا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

(۳) صحیح بخاری میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ والذی نفسی بیده لوددت انی اقتل فی سبیل اللہ ثم احیٰی ثم اقتل ثم احیٰی ثم اقتل۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا بھی کہ شہادت پاکر پھر دوبارہ دنیا میں آئیں۔ اور پھر شہادت پائیں۔ لیکن یہ تمنا کیونکر پوری ہو سکتی تھی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اسکے برخلاف فیصلہ کر چکا تھا۔ اس حدیث کے نیچے علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔ وفیه جواز تمنی ما یمتنع فی العادة۔ یعنی اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہُوا کہ محال عادی کا مانگنا بھی جائز ہے یعنی مُردوں کا دنیا میں واپس آنا محال اور ناممکن ہے۔

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نمونہ کے طور پر مفسرین کے بھی چند اقوال نقل کر دئے جائیں۔ سو واضح ہو کہ تفسیر ابن جریر میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ عن ابی المعلی عن سعید بن جبیر عن ابن عباس کان یقرأها وحرم علی قریة قال (ابو المعلی) فقلت لسعید ای شیء حرم قال عزم ...... عن عکرمة قال وحرام علی قریة اهلکناها انهم لا یرجعون۔ قال لم یکن لیرجع منهم راجع حرام علیهم ذلك .... ثنا جابر الجعفی قال سألت ابا جعفر عن الرجعة فقرأ هذه الایة وحرام علی قریة اهلکناها انهم لا یرجعون۔ فکان ابا جعفر وجه تاویل ذلك الی انه وحرام علی اهل قریة امتناهم ان یرجعوا الی الدنیا.......

(ترجمہ) (۱) ابو المعلی نے سعید سے روایت کی ہے کہ ابن عباسؓ یہ آیت یوں پڑھا کرتے تھے۔ وحرم علی قریة الایة۔ ابو المعلی کہتے ہیں کہ میں نے سعید سے پوچھا کہ حرم کے اسجگہ کیا معنے ہیں تو انہوں نے کہا عزم یعنے لازم و واجب (نہ کہ ممنوع) ...... (۲) اور عکرمہ سے یوں مروی ہے کہ حرام علی قریة اهلکناها انهم لا یرجعون۔ اور اس کے معنے یہ ہیں کہ ان میں سے کوئی واپس نہیں ہو سکتا یہ امر ان پر حرام ہو چکا ہے .... (۳) جابر جعفی روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر سے روافض کے عقیدہ رجعت کی بابت استفسار کیا تو انھوں نے یہ آیت پڑھ سنائی۔ وحرام علی قریة اهلکناها انهم لا یرجعون۔ غرض ابو جعفر نے اس آیت کی یہ تفسیر کی کہ وحرام علی اهل قریة امتناهم ان یرجعوا الی الدنیا۔ یعنے اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ کسی بستی

کے جن رہنے والوں کو ہم وفات دے چکے ہوں - ان پر حرام ہے کہ دنیا میں واپس آئیں" ٭

اور روح المعانی میں لکھا ہے "قال عتبة المعنی ومتنع علی قریة قدرنا ھلاکھا و حکمنا به رجوعھم الینا ای توبتھم علی ان لا سیف خطیب مثلھا فی قوله تعالی ما منعك ان لا تسجد فی قول وقیل حرام بمعنے واجب کما فی قول الخنساء ؎

وان حراما لا اری الدھر باکیا۔
علی شجوة الی بکیت علی صخر

ومن ذلك قوله تعالی۔ قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم ان لا تشرکوا الخ وان ترك الشرك واجب و علی ھذا قال مجاھد والحسن لا یرجعون لا یتوبون عن الشرك وقال قتادة ومقاتل لا یرجعون الی الدنیا"

پیشتر اس سے کہ اس عبارت کا ترجمہ لکھا جائے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ غیر احمدی مولوی حرام کے معنے واجب اور زیادت لا کا انکار کرکے اس آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ مردے دنیا میں واپس آ سکتے ہیں۔ اس مذکورہ بالا عبارت میں اس خیال باطل کا نہایت زور سے قلع قمع کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا کہ اس آیت کے معنے یہی ہیں کہ ہلاک شدہ واپس نہیں آ سکتے۔ رہا یہ کہ واپسی سے کیا مراد ہے جسمانی واپسی یا توبہ۔ سو بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ اس میں توبہ کی طرف متوجہ نہ ہونے کی بابت اشارہ کیا گیا ہے (یہ معنے احادیث سے ثابت شدہ معنوں کے مخالف ہیں) بہرحال اس آیت کے معنے اس صورت میں بھی یہی تسلیم کئے گئے ہیں کہ رجوع نہیں ہوگا جس کو محاورہ عرب اور خود قرآنی محاورہ سے ثابت کرکے دکھایا گیا ہے۔

ترجمہ مذکورہ بالا عبارت کا یہ ہے:۔

"ابو عتبہ کہتے ہیں کہ اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ جس بستی کی ہلاکت مقدر ہو چکی ہے یا ہلاکت کی خبر دی جا چکی ہے۔ اس کے باشندوں کا ہماری طرف رجوع کرنا یعنے توبہ کرنا ممتنع ہے۔ اس معنے کی بنا اس امر پر ہے کہ لا سیف خطیب (یعنے زائدہ اور بے معنی) ہو جیسے کہ اس آیت میں ما منعك ان لا تسجد۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ حرام بمعنے واجب ہے جیسا کہ اس (مذکورہ بالا) شعر میں ہے (شعر کا ترجمہ۔ میں نے اپنے اوپر لازم و واجب کر لیا ہے کہ جب کبھی کسی کو غم سے روتے دیکھوں تو میں صخر پر رونے لگوں) اور یہی معنے (یعنے حرام سے مراد واجب) آیت قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم ان لا یشرکوا الخ میں ہیں۔ کیونکہ شرک نہ کرنا واجب ہے (نہ کہ حرام) اسی بنا پر مجاہد اور حسن نے اس آیت کے یہ معنے کئے ہیں کہ ایسے لوگ شرک سے رجوع نہیں کریں گے۔ اور اسی بناء پر قتادہ اور مقاتل نے اس آیت کے یہ معنے کئے ہیں کہ وہ دنیا کی طرف واپس نہیں آئیں گے"

اب میں یہ بتاتا ہوں کہ اہل لغت و نحو نے اس آیت کے کیا معنے کئے ہیں۔ سو واضح ہو کہ تاج العروس شرح قاموس میں مادہ حرم کے ذیل میں لکھا ہے:۔ "قال ابن بری انما تاول الکسائی۔ وحرام فی الایة بمعنے واجب لتسلم لا من الزیادة فیصیر المعنی عنه وواجب علی قریة اھلکنھا انھم لا یرجعون۔ ومن جعل حراما بمعنے المنع جعل لا زائدة تقدیره۔ وحرام علی قریة اھلکنھا انھم یرجعون قال وتاویل الکسائی ھو تاویل ابن عباس۔ ویقوی قول الکسائی ان "حرام" فی الایة بمعنے واجب قول عبد الرحمن بن جمانة المحاربی جاھلی ؎

فان حراما لا اری الدھر باکیا
علی شجوه الا بکیت علی عمرو۔

(ترجمہ) ابن بری کہتے ہیں کہ کسائی نے (جو امام لغت و نحو ہے) آیت مذکورہ بالا میں حرام کے معنے واجب کئے ہیں تاکہ لا کو زائدہ نہ قرار دینا پڑے (یعنے ضرورت ہے کہ یا تو اس آیت میں حرام کے معنے واجب کئے جاویں ورنہ لا کو زائدہ قرار دیا جاوے بہرحال مراد عدم رجوع ہے نہ کہ رجوع) سو اس کے نزدیک اس آیت کے یہ معنے ہوئے کہ جس بستی کو ہم ہلاک کر چکے ہیں وہ ہرگز واپس نہیں آئیں گے اور جو معنے کسائی نے کئے وہی معنے ابن عباس نے کئے ہیں۔ اور کسائی کے اس قول کی کہ اس جگہ حرام بمعنی واجب ہے۔ عبد الرحمان بن جمانہ محاربی جاہلی شاعر کے اس شعر سے تائید ہوتی ہے"

بالآخر یہ بتا دینا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ یہ غیر احمدی مولوی جہل مرکب اور رعونت کی لاعلاج بیماری کے غلبہ و تسلط کے باعث ہمیشہ احمدیوں کو جاہل بتایا کرتے ہیں۔ کمال جہالت ہے اس آیت کے متعلق یہ بھی کہتے ہیں کہ "آیت موصوفہ کی ترکیب یوں ہے۔ حرام مبتدا۔ انھم خبر" یہ ایک فاش غلطی ہے جو ایک ایسے مبتدی سے بھی سرزد ہونی بعید از قیاس ہے جو ہنوز نحو کا بالکل ابتدائی رسالہ نحو میر پڑھتا ہو۔ تعجب ہے کہ جو شخص مبتدا اور خبر کو بھی نہ پہچان سکتا ہو وہ یہ کہے کہ "ہر اہل علم کو تعجب ہوگا کہ مرزا صاحب اور انکی جماعت میں کوئی اہل علم نہیں جو اس کی ترکیب سمجھ سکے"

یاد رہے کہ یہ کسی صورت میں کسی نحوی کے نزدیک جائز نہیں کہ اس آیت میں حرام مبتدا اور انھم اس کی خبر ہو۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ حرام محکوم بہ یا مسند ہے۔ اور انھم لا یرجعون محکوم علیہ یا مسند الیہ ہے۔ رہا یہ کہ حرام کونسا مسند ہے اور انھم لا یرجعون کونسا مسند الیہ۔ سو جمہور کے مذہب کے رو سے حرام خبر مقدم اور انھم لا یرجعون مبتدا مؤخر ہے۔ اور اخفش کے مذہب کے رو سے حرام مبتدا ہے مگر انھم لا یرجعون حرام کی خبر نہیں ہے۔ بلکہ اس کا فاعل قائم مقام خبر ہے نہ کہ خبر۔ چنانچہ علامہ آلوسی اپنی تفسیر روح المعانی میں اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں "وانھم لا یرجعون فی تاویل اسم مرفوع علی الابتداء۔ خبره حرام .... وجوز ان یکون حرام مبتدا وانھم فاعل له سد مسد خبره۔ وان لم یعتمد علی نفی او استفھام بناءً علی مذھب الاخفش"

(ترجمہ) انھم لا یرجعون مبتدا ہے۔ اور حرام اس کی خبر ہے اور یہ بھی جائز قرار دیا گیا ہے کہ حرام مبتدا ہو۔ اور انھم لا یرجعون اس کا فاعل قائم مقام خبر ہو گو اس سے پہلے نفی یا استفہام موجود نہیں ہے۔ اور یہ جواز اخفش کے مذہب کی بناء پر ہے ٭

خاکسار محمد اسمٰعیل عفا اللہ عنہ - از قادیان

(صفحہ ۴ دیکھو صفحہ ۵)

اور یہ کہنا کہ حرام کی نقیض جائز ہے اور عدم رجوع کی نقیض رجوع ہے تو لازم آیا کہ مردوں کا دنیا میں واپس آنا جائز ہے محض جہالت پر مبنی ہے کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ اگر کسی جملہ کی دو جزؤں کی بجائے ان دونوں جزؤں کی نقیضیں رکھی جائیں تو جملہ حاصلہ کا مفہوم اصلی جملہ کے مساوی ہو بلکہ بسا اوقات معنی بالکل اور ہو جاتے ہیں حتی کہ جملہ حاصلہ کا مفہوم بعض اوقات سراسر باطل ہوتا ہے حالانکہ اصلی جملہ بالکل درست اور مطابق واقع ہوتا ہے۔ مثلاً زید ایک انسان ہے۔ انکی نسبت یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ زید انسان یعنی زید انسان ہے۔ لیکن جب ہم اس جملہ کی دونوں جزؤں کی نقیضیں لیکر ایسا ہی جملہ بنا دیں تو وہ یہ ہوگا غایر زید لا انسان۔ یعنی جو دی زید کے سوا ہے وہ انسان ہی نہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ غرض یہ خیال بالکل فاسد ہے کہ جزئیں کی بجائے انکی نقیضیں رکھنے سے جو مفہوم ....

دورِ آخر کا مصلح

اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسمانی انتظام کے لئے محض اپنی صفت رحمانیت کے ماتحت وہ وہ افضال کئے ہیں۔ کہ اگر ہر موئے بدن زبان بنکر اسکا شکریہ ادا کرنا چاہے۔ تو اس سے عہدہ برآنہ ہوسکے۔ پس جب ایک ہی بارش کھیتوں کو تازہ کرنے کے لئے کافی نہیں۔ بلکہ ہر سال نئی سے نئی بارش ہوتی ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ انسانی دل کی کھیتی کو سرسبز کرنے کے لئے نئی سے نئی وحی نازل نہ ہو۔

نبی کریم صلعم نے ہر جمعہ کی صبح کو جو سورہ الٓمٓ سجدہ پڑھنے کا انتظام کیا تہا۔ تو اس میں اسی سنت اللہ کو یاد دلانے کی حکمت مد نظر تھی۔ جو اس آیت میں ہے۔

یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون۔ یعنی ہر ہزار سال کے بعد ایک بڑا بھاری انتظام جسمانیات کے علاوہ روحانیات کے متعلق ہوتا ہے۔ پھر سورہ فرقان میں وھو الذی جعل الیل والنہار خلفۃ لمن اراد ان یذکر اواراد شکورا۔ بتایا۔ کہ ایک ہزار ہدایت کا اور دوسرا دقفہ کا آتا ہے۔ چنانچہ پہلا ہزار ہدایت کا پھر تیسرا پھر پانچواں پھر یہ ساتواں جس میں ہم ہیں۔ پھر دوسری سورۃ جو علی العموم عیدوں میں نبی کریم صلعم پڑھتے تھے۔ وہ ق والقرآن المجید ہے۔ جس میں ق کے اعداد یعنی ہر صدی کے سر پر قرآن مجید کی تعلیم کی برکت سے ایک مامور کے آنے کی پیشگوئی ہے اسی طرح ایک اور انتظام روحانی پچھلے واقعات پر نظر غائر کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ ایک دور میں بانی سلسلہ کی اولاد کا بطور جانشین غلبہ رہتا ہے۔ اور دوسرے دور میں اتباع کا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ دور اول میں حضرت آدم تھے۔ پھر یہ سلسلہ ان کی اولاد کے ذریعہ چلا۔ پھر دوسرا دور حضرت نوحؑ کا تھا۔ ان کے بعد ان کے اتباع جانشین ہوتے رہے۔ تیسرا دور حضرت ابراہیم کا تھا۔ ان کے بعد ان کی اولاد کے ذریعہ سلسلہ قائم رہا۔ چوتھا دور حضرت موسیٰ کا تھا۔ آپکے بعد آپکے اتباع زیادہ تر جانشین ہوئے۔ پانچواں دور حضرت داؤد کا تھا۔ ان کا سلسلہ ان کی اولاد سے چلا۔ پھر چھٹا دور جناب ختم الرسل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ آپ کے بعد اتباع کے جانشین ہونے کی باری تھی (اور ایسا ہی ہوا)۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تو فیضان الٰہی بر نسبت دیگر انبیاء دگنا بڑھ چڑھ کر تھا۔ اس لئے بعثت اول کے بعد بعثت ثانی میں۔ پھر آپکے سلسلہ نبوت کے بعد خلافت میں غلبہ اولاد کا رہیگا۔ کیونکہ خدا کی یہی سنت ہے۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ اسی سنت کی طرف نبی کریم صلعم نے اپنی حدیث میں یتزوج ویولد لہ سے پیشگوئی کی۔ اور اسی کے ماتحت حضرت نعمت اللہ ولی نے پسر یادگار سے بہیم فرمایا۔ اور اسی کی تشریح خود مسیح موعودؑ نے حقیقۃ الوحی میں رقم فرمائی ہ

پہلے صفحہ ۳۰۷ میں مسیح موعود کی خاص علامتوں کا ذکر کیاہے۔ کہ وہ بیوی کرے گا۔ اور اس کی اولاد ہوگی۔ پھر اس بارے میں فرماتے ہیں ہ

اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کریگا۔ جو اسکا جانشین ہوگا۔ اور دین اسلام کی حمایت کریگا۔ جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے صفحہ ۳۱۲ ہ

اب یولد لہ بتاتا ہے۔ کہ اس ولد کا اس کی زندگی میں پیدا ہوجانا ضروری ہے ورنہ رسول کریم صلعم کی پیشگوئی پوری نہیں ہوتی۔ پھر اس ولد کا جانشین ہونا بھی ضروری ہے۔ ورنہ بعبارت دیگر اس کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اگر یہ دو باتیں نہ تسلیم کی جائیں۔ کہ وہ بیٹا جس کے بارہ میں آپکے اشعار میں یوں فرمایا ہے

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا ہ جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کرونگا دور اس مہ سے اندھیرا ہ دکھا دونگا کہ اک عالم کو پھیرا

پیدا ہو چکا۔ اور پھر وہ بیٹا ضرور ہے۔ کہ جانشین بھی ہو۔ تب تک ایمان درست نہیں ہو سکتا جو لوگ ان باتوں کو نہیں مانتے۔ وہ غور فرمائیں۔ کہ پھر خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے کیا معنے ہونگے۔ اور یہ سنت الٰہی جو ہم نے بتائی۔ کسطرح بلا تحویل و تبدیل رہی ہ

نو مبایعین

میاں محمد بخش صاحب۔ سرگودہ ہ
محمد عبد اللہ صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ۔
مودود علی صاحب۔ ضلع گجرات ہ
محی الدین ابن احمد صاحب - مالابار۔
محی الدین ابن قمر الدین صاحب - "
ابراہیم صاحب - "
احمد صاحب - "
حکیم علی بخش صاحب - امرتسر۔
سات صاحبزادیاں جناب ملک محمود خان صاحب پریزیڈنٹ مردان ہ
محمد شفیع صاحب قریشی دہوی۔ اولاد حضرت خواجہ غوث الدین۔
منشی الٰہ بخش صاحب چک نمبر ۵۰۷۔
نور بخش صاحب "
کرمان صاحب "
قطبا صاحب "

اطلاع

احباب کے نام الفضل کی قیمت وصول کرنے کے لئے وی۔پی کئے گئے ہیں۔ وصول فرما کر ممنون فرماویں الفضل ایک مذہبی پرچہ ہے۔ اس کو ہر ایک قسم کے نقصان سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ اسلئے کوئی صاحب وی۔پی واپس کرکے نقصان نہ پہنچائیں بعض احباب نے سالانہ جلسہ پر اپنی نام پرچہ جاری کرنے کے لئے اپنے پتے لکھوائے تھے۔ لیکن کاروبار کی کثرت کی وجہ سے ان میں کچھ غلطی رہ گئی ہے۔ اس لئے اخبار کے پرچے واپس آرہے ہیں احباب اپنے صحیح پتہ سے دفتر کو مطلع فرمائیں۔ ایک صاحب حسین خان صاحب کھرڑ ہیں۔ وہ بھی صحیح پتہ لکھیں۔ خصوصاً نور الدین صاحب۔ جہانگیر اور حسین خان صاحب کھرڑ اور عبد العزیز ولد غلام دین صاحب ضرور ہی اپنے پتہ سے مطلع فرماویں (منیجر)